السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کچھ عرصہ قبل کسی آدمی کی منگنی ہوئی پھر نکاح ہوگیا۔ اب جبکہ نکاح کو دو سال ہوچکے سائل کے بتانے پر پتہ چلا ہے کہ نکاح سے قبل اس کے لڑکی سے مراسم تھے جس سے وہ گناہ کے مرتکب ہوگئے اور نکاح سے قبل لڑکی حاملہ ہو گئی جس سے ان کا نکاح فاسد ہے لڑکا اور لڑکی دونوں صاحبِ علم ہیں اور اپنے اس فعل سے انتہائی شرمندہ ہیں، حمل بھی ضائع کروا کر خدا کے مجرم بنے اور دو سال گزر جانے کے بعد بقول ان کے انہوں نے خوف خدا کے تحت جماع نہیں کیا، پوچھنا یہ چاہتے ہیں کہ کیا ان کا نکاح دوبارہ ہوسکتا ہے؟ جبکہ ایک صاحب نے ان کو کہا ہے کہ آپ نے نکاح سے قبل جماع کیا ہے آپ زنا کے مرتکب ہوئے ہیں۔ لہٰذا جب تک آپ پر شرعی حد نہ لگے آپ کا نکاح دوبارہ نہیں ہوسکتا۔ انتہائی پریشان کن مراحل کا سامنا ہے کہ دو سال سے ایک گھر میں زندگی گزار رہے ہیں یہ بات بھی پردہ میں ہے گھر والے بھی پریشان ہیں کہ دو سال تک ناامیدی کیوں ہے۔ لہٰذا آپ سے التماس ہے کہ آپ قرآن وحدیث کی روشنی میں اس کا بہترین حل نکال کر بتائیں کہ کیا واقعی ان کا نکاح دوبارہ ہوسکتا اور کیا لازمی ان پر حد آتی ہے؟ جواب دے کر پریشانی کا ازالہ کیجئے اور شکریہ کا موقع دیجئے۔

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاته!

الحمد لله، والصلاة والسلام علىٰ رسول الله، أما بعد!

اس میں کوئی شک نہیں کہ زنا کبیرہ گناہوں میں سے ہے کسی انسان سے اگر یہ گناہ سرزد ہوجائے تو وہ اس پر شرمندہ ہوکر اللہ تعالیٰ سے توبہ کرلیتا ہے تو قرآن میں اللہ تعالیٰ ایسے شخص کے بارے میں فرماتے ہیں :

وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُونَ ۚ وَمَن يَفْعَلْ ذَٰلِكَ يَلْقَ أَثَامًا ٦٨ يُضَاعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَيَخْلُدْ فِيهِ مُهَانًا ٦٩ إِلَّا مَن تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَأُولَٰئِكَ يُبَدِّلُ اللَّهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ ۗ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا ٧٠ ...الفرقان

''اور وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہیں پکارتے اور نہ ہی ایسی جان کو قتل کرتے ہیں جس کے قتل سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا اور نہ وہ زنا کرتے ہیں اور جو کوئی یہ کام کرتا ہے وہ اپنے کئے کی سزا بھگتے گا۔ قیامت کے دن اس کے لئے عذاب دوگنا کیا جائے گا اور وہ اس میں ذلیل ہوکر رہے گا مگر جن لوگوں نے ایسے گناہوں سے توبہ کرلی اور ایمان لے آئے اور نیک عمل کئے اللہ تعالیٰ ان کی برائیوں کو نیکیوں میں تبدیل کردے گا اور اللہ بخشنے والا بڑا مہربان ہے''۔ (الفرقان : ٦٨۔٧٠)

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ آدمی اگر زنا سے توبہ کرلیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کرلیتے ہیں اور جب اس نے توبہ کرلی اور اس کا معاملہ حاکم تک نہ پہنچا بلکہ اللہ تعالیٰ نے اس کے گناہ پر پردہ ڈال دیا تو پھر اس کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے دنیا میں اس پر حد لازم نہیں ہے۔ جیسا کہ صحیح بخاری کی حدیث ہے عبادہ بن صامت فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعض صحابہ رضی اللہ عنہ سے بعض محرمات سے اجتناب کے لئے بیعت لی۔ ان میں ایک زنا بھی تھا۔ آخر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

(فمن وفى منكم فأجره على الله ومن أصاب منها شيئا فستره الله فهو إلى الله إن شاء عذبه وإن شاء غفر له))

''جس نے بیعت پوری کی اس کا اجر اللہ پر ہے اور جو ان میں سے کسی چیز میں مبتلا ہوگیا اور اسے اس کی سزا دی گئی تو وہ اس کے لئے کفارہ بن جائے گی اور اگر وہ کسی گناہ کو پہنچا تو اللہ نے اس پر پردہ ڈال دیا پس وہ اللہ کی طرف ہے۔ اگر چاہے اسے عذاب دے دے اور اگر چاہے تو اسے بخش دے'' (بخاری مع الفتح ٥/١٢، ٢٦٠/ یہ حدیث ترمذی، نسائی اور دارمی میں بھی موجود ہے)

اس حدیث سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ اگر آدمی سے زنا وغیرہ سرزد ہوگیا لیکن اللہ تعالیٰ نے اس پر پردہ ڈال دیا تو اس کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے اس کے اقرار اور اصرار کے بغیر دنیا میں اس پر حد جاری نہیں کی جائے گی۔ اس سے بڑھ کر اگر کسی کو کسی دوسرے مسلمان کے بارے میں کوئی ایسی چیز معلوم ہوتی ہے جس سے اس پر حد لازم آتی ہے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو آپس میں معاف کرنے کا حکم دیا ہے۔ فرمایا :

((وتعافوا الحدود فيما بينكم فما بلغني من حد فقد وجب))

''آپس میں حدود معاف کرو جو مجھ تک پہنچ گئی وہ واجب ہوگئی'' (صحیح سنن ابی داؤد البانی ج ٣، ص ٨٢٨، صحیح سنن نسائی ج ٣، ص ٨٧٨)

اس کا مفہوم یہ ہے کہ اگرچہ امام، حاکم یا قاضی تک نہیں تو واجب نہیں ہوئی اس لئے صورت مسئولہ میں شرعی حد سائل پر واجب نہیں ہے جب تک وہ حاکم تک نہیں پہنچتی اس کا معاملہ اس کے ساتھ ہے اور زانی کا حد لگنے کے بغیر زانیہ سے نکاح ہوسکتا ہے جب دونوں توبہ صادقہ کرلیں۔ تفسیر ابنِ کثیر میں عبداللہ بن عباس سے صحیح سند سے مروی ہے۔ کسی نے پوچھا :

((إني كنت ألم بامرأة آتي منها ما حرم الله عز وجل علي فرزق الله من ذالك توبة فأردت أن تزوجها فقال الناس إن الزاني لا ينكح إلا زانية أو مشركة فقال ابن عباس ليس هذا في هذا انكحها فما كان فيها من إثم فعلي)) (تفسیر ابن کثیر عربی. ج 3. ص 264)

''ابن عباس سے کسی نے پوچھا میں ایک عورت سے حرام کا ارتکاب کرتا رہا ہوں مجھے اللہ نے اس فعل سے توبہ کی توفیق دی۔ میں نے توبہ کرلی میں نے اس عورت سے شادی کا ارادہ کرلیا تو لوگوں نے کہا زانی مرد صرف زانیہ عورت اور مشرقہ عورت سے نکاح کرسکتا ہے۔ ابنِ عباس نے کہا یہ اس بارے میں نہیں ہے تو اس سے نکاح کرلے اگر اس کا گناہ ہوا تو وہ مجھ پر ہے۔'' (تفسیر ابن کثیر عربی، ج ٣، ص ٢٢٤)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ مرد اور عورت جنہوں نے بدکاری کا فعل کیا ہے اگر توبہ کرلیتے ہیں تو بغیر شرعی حد کے ان کا نکاح ہوسکتا ہے کیونکہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے نہیں کہا کہ پہلے حد لگواؤ پھر نکاح کرو۔ یہ بات بھی یاد رہے کہ حمل کے وقت جوان دونوں کا نکاح ہوا تو وہ نکاح صحیح نہیں ہوگا کیونکہ اس نے عدت میں نکاح کیا اور عدت میں نکاح صحیح نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :

وَأُولاتُ الأَحمالِ أَجَلُهُنَّ أَن يَضَعنَ حَملَهُنَّ...٤ ...الطلاق

''حمل والیوں کی عدت وضع حمل ہے''(الطلاق)

دوسری جگہ فرمایا :

وَلا تَعزِموا عُقدَةَ النِّكاحِ...٢٣٥ ...البقرة

''اس وقت تک نکاح نہ کرو جب تک عدت ختم نہیں ہو جاتی۔''(بقرہ : ٢٣٥)

حافظ ابنِ کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ

"قد أجمع العلماء على أنه لا يصح العقد في مدة العدة"

''کہ اس بات پر علماء کا اجماع ہے کہ عدت کے اندر نکاح صحیح نہیں ہے''

اس لیے سائل نکاح جدید کروائے۔ کوئی حرج نہیں یہ نکاح ہو جائے گا۔ جیسا کہ دلائل سے واضح ہو چکا ہے۔

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

آپ کے مسائل اوران کا حل

ج1

محدث فتویٰ